حالی کی غزل

ندیم عباس اشرف

Abstract:

Maulana Haali freed Urdu Ghazal from old themes and introduced it to the larger scope of the diverse segments of life. ***Kulliyat-e-Nazm-e-Halli*** contains only 116 ghazals but these beautiful compositions have brought about a healthy influence on the later Urdu poetry. The influence of Halli's Ghazal can be felt in the works of Akbar Illah Aabaadi and Allama Muhammad Iqbal. Undoubtedly, Maulana Haali stands as a torch bearer to his descendant Urdu poets and serves as a reformer who pioneered modern literary attitudes in Urdu literature. Haali's Ghazals serve as a beacon in Modern Urdu Ghazal.

حالی سے اُردو ادب کے نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ انہوں نے بحیثیت شاعر جدید روایات کی بنیاد رکھی۔ حالی کی زندگی میں مسدس کے علاوہ ان کے کلام کے دو مجموعے۔ مجموعہ نظم حالی ۱۸۹۰ء اور دیوان حالی ۱۸۹۳ء شائع ہوئے۔ حالی کی وفات کے بعد مسدس اور متفرق نظموں کے علاوہ دیوان حالی کے مختلف اجزا، رباعیات حالی اور قطعات حالی کے نام سے شائع ہوئے۔

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کلیات نظم حالی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> دیوان میں کل ۶۷ قطعات ۱۱۶ غزلیات (قدیم ۳۰ جدید ۸۶، رباعیات ۱۰۷ (قدیم ۷، جدید ۱۰۰) دو نعتیہ، دو مدحیہ اور دو ناتمام قصیدے، دو ترکیب بند دو مدحیہ وسیاسیہ قطعات شامل ہیں۔ آخر میں اشعار متفرقہ کے عنوان سے کچھ فرمائشی نظمیں اور قطعات تاریخ جمع کر دیے گئے ہیں۔ (۱)

حالی کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک نمایاں پہلو بطور ایک منفرد غزل گو شاعر بھی ہے۔

ڈاکٹر محمد حسن لکھتے ہیں:

غزل اپنی مخصوص علامتوں اور داخلی فضا کے لحاظ سے کچھ روایتی صنف ہے لیکن حالی نے اس صنف میں بھی ندرت اور جدت بیان کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔(۲)

حالی کو صنف غزل سے جو دل چسپی تھی اس کا پتہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے صنف غزل کو اپنے مقدمہ شعروشاعری میں موضوع بحث بنایا۔ انہوں نے غزل میں نئے موضوعات اور نئے تجربات کی ہمت افزائی کی اور کارآمد اصلاحی تجاویز پیش کرکے اس کو نئی زندگی اور غیر معمولی توانائی کا حامل بنادیا۔

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

یوں تو کلیات حالی میں غزل کا حصہ بہت کم ہے اور حالی کی مقبولیت وشہرت بھی بیش تر ان کی قومی شاعری اور جدید طرز کی نظموں سے وابستہ ہے لیکن درحقیقت حالی کے ذوق شعروشعور فن کا ظہور غزل میں جتنا ہوا اتنا کسی اور صنف میں نہیں ہوسکا اگر وہ غزل کے سوا اور کچھ نہ کہتے تب بھی اردو شاعری کی تاریخ میں انہیں ممتاز مقام حاصل ہوتا۔(۳)

حالی کی غزل گوئی کی جملہ صفات کو سمجھنے کے لیے حالی کی شاعری کے ادوار کی پہچان ضروری ہے۔

محققین نے حالی کی غزل گوئی کے تین ادوار کا ذکر کیا ہے پہلا دور (قدیم) تقریباً ۱۸۶۳ء سے ۱۸۷۴ء تک کی غزلیات ہیں یہ وہ دور ہے جب حالی نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے حلقہ اثر میں رہے اور رنگ شیفتہ کی رعنائیاں ان کی غزل کا حسن دکھائی دیتی ہیں اس ابتدائی دور میں حالی کی غزل اس عہد کی مروجہ روایات کی امین نظر آتی ہے۔ مذہبیت، اخلاقی مضامین سے دلچسپی واعظ وناصح پر طنز وطعن، صوفیانہ یا متصوفانہ انداز فکر، اساتذہ قدیم کی پیروی، سلاست زبان وبیان اور روایتی عشق ومحبت کے تذکرے ان کی غزل کے نمایاں موضوعات تھے۔

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

غالب سے انھوں نے نکتہ سنجی اور معنی آفرینی کے اسلوب سیکھے۔ شیفتہ کے فیض تربیت سے واقعیت کے فطری رجحان کی کچھ واضح صورتیں اختیار کیں۔ شیفتہ کے توسط سے مومن کی معاملہ بندی اور رنگین نگاری کا ہلکا پرتو بھی بہ حد واقعیت وبہ قدر احوال وظرف قبول کیا............میر کی پرکار سادگی اور خلوص فن نے انہیں اپنا ہم نوا بنالیا۔(۴)

۱۸۷۲ء میں حالی لاہور آ گئے لاہور کی ادبی فضا نے حالی کے علمی ذوق کو تحریک دی اور انہوں نے گورنمنٹ بک ڈپو پنجاب میں تراجم کی اصلاح کی ملازمت کے دوران مغربی افکار اور انگریزی ادب سے واقفیت حاصل کی اور اب ان کے رنگ تغزل میں جدت کا رنگ نمایاں نظر آنے لگا۔

ڈاکٹر محمد صادق لکھتے ہیں:

Like wordsworth and coleridge in England, Hali and Azad, the leaders of the poetic revolt in Urdu, were both

poets and critics. .... Here Hali, who started to enfranchise poetry from the old shackles, halts half way and limits it to a fraction of life only.(5)

حالی کی جدید غزل کا دور۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۳ء تک محیط ہے۔اس کے بعد دور آخر میں حالی نے صرف ۷غزلیں لکھیں۔اس طرح حالی کی قدیم غزلیات کی تعداد ۱۳۰اور جدید غزلیات معہ دور آخر کی غزلیات ۹۳ ہیں۔

عبدالاحد خاں خلیل لکھتے ہیں:

حالی کا روایتی عشقیہ رنگ اور مذہبیت سے دل چسپی جوان کے ابتدائی دور میں نظر آتی ہے جدید دور کے آغاز میں نظر نہیں آتی اب ان کا رنگ تغزل کسی قدر وسیع، آفاقی اور معیاری موضوعات سے آراستہ ہوا۔(۶)

سرسید احمد خاں کی تحریک علی گڑھ نے جدید علوم کی طرف توجہ مبذول کروائی اور حالی نے بھی اس تحریک سے اثر قبول کیا حالی کی غزل میں مقصدیت کا رنگ نمایاں ہوا اور حالی کے ہاں اصلاح ادب کے جذبہ کو تقویت ملی۔

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

رفقائے سرسید میں......حالی بھی قلب انسانی کی ان خلشوں کی کچھ تسکین کر سکے جو جستجوئے ذات کی خاموش کوششوں میں ہر انسان کو بے کل اور بے تاب رکھتی ہیں۔(۷)

حالی کی قدیم وجدید غزلیات میں احساس واظہار کا خلوص ایک نمایاں وصف ہے انہوں نے اردو شاعری کے رسمی اور تقلیدی رجحانات سے اختلاف کیا ان کی شاعری کا دائرہ وسیع تر تجربات زندگی تک پھیل گیا اب اس میں وسعت،تنوع اور موضوعات کی ندرت آ گئی حالی کی شاعری میں دردمندی اور دل سوزی کا احساس اجاگر ہوا۔

ڈاکٹر محمد صادق A History of Urdu Literature میں لکھتے ہیں:

Hali was a humanist as well as a puritan, as a humanist he was in favour of poetry because of its capacity to please, or as one, one of the graces of life. (8)

حالی کی غزل میں بعض اوقات تغزل کی خصوصیات ولوازم سے بے نیاز ہوکر پندونصائح کے موضوعات قاری کو چونکا دیتے ہیں۔

حالی کے ہاں یہ رنگ انجمن پنجاب کے مشاعروں کے زیر اثر ظاہر ہوا۔

ڈاکٹر انور سدید اردو ادب کی تحریکیں میں لکھتے ہیں۔

حالی کا **مقدمہ شعر وشاعری** ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا لیکن حالی کے خیالات میں انقلابی تبدیلی بہت عرصہ پہلے انجمن پنجاب کے زیر اثر آنا شروع ہوگئی تھی۔(۹)

حالی کی طبیعت کا انکسار اور سلیم الطبعی ان کی قدیم غزلوں کے مضامین میں بھی نمایاں ہے انہوں نے غزل کو

سراسر حالی بنادیا ہے۔

اپنی روداد تھی جو عشق کا کرتے تھے بیاں
جو غزل لکھتے تھے ہوتی تھی سراسر حالی

حالی کی غزل میں موضوعات کا تنوع نظر آتا ہے سیاسی حالات، اخلاقی وعمرانی تصورات، قوم کی بربادی پر نوحہ اور قومی تعمیر نو کا جذبہ، غزل کے دامن پر نقش ہیں۔ حالی قدیم اسلوب کو بدستور قائم رکھتے ہوئے زبان وبیان کے اسالیب میں بتدریج اضافوں کا حامی ہے حالی کی غزل میں بہار وخزاں، برق ونشیمن، بادہ وساغر، کشتی وطوفاں، منزل وکارواں وغیرہ مختلف علامتوں اور ان کے تلازموں کے معنی خیز وخیال افروز استعمال کی مثالیں موجود ہیں۔

حالی کی قدیم غزلوں میں کوئی غزل غیر مردف نہیں ہے۔ لیکن جدید دور کی غزلیات میں غیر مردف کی تعداد 19 ہے۔ انہوں نے غزل کے ارتقاء کے مرحلوں کو آسان بنادیا ہے۔ ان کے ہاں مصنوعی ریزہ خیالی کی جگہ داخلی ربط اور وحدت تاثر نے غزل کا حسن دوبالا کردیا ہے۔ حالی کی مسلسل غزلیات کی تعداد ایک درجن سے زیادہ نہیں ہے۔

حالی کی غزل میں طنز ومزاح کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔ وہ بے عمل واعظوں اور ریاکار زاہدوں پر طنز کرتے ہیں۔

مان لیجئے شیخ جو دعوے کرے
اک بزرگ دیں کو ہم جھٹلائیں کیا

حالی کی غزل میں عارفانہ مضامین بھی بکھرے پڑے ہیں معرفت وحقیقت کے بیان میں ان کے ہاں عمیق گہرائی موجود ہے۔

مشکلوں کی جس کو ہے حالی خبر
مشکلیں آساں وہی فرمائے گا

حالی کے ہاں قدیم اساتذہ کا احترام ہمیشہ قائم رہا اپنی زبان اور انداز بیان میں سے کوئی ایسا لفظ یا فقرہ کم نہ ہونے دیا کہ جس کا چلن ہر طرف عام ہو یا جو اسلوب نگارش کے اعتبار سے عام فہم ومقبول ہو۔

حالی نے صنائع لفظی ومعنوی کا بھی استعمال کیا۔ محاوروں اور قدیم استعاروں سے بھی کام لیا۔ حالی نے قدیم اساتذہ کی تقلید کے باوجود اپنا منفرد رنگ تغزل قائم کیا۔

عبدالاحد خاں خلیل لکھتے ہیں:

> حالی اپنے جدید دور تغزل میں انفرادیت کے ایک ایسے بلند مقام پر متمکن نظر آتے ہیں کہ ان کی رہنمائی آئندہ نسلوں کو منازل ترقی پر پہنچانے کے لیے مینارۂ نور کا کام کرتی ہے۔ (۱۰)

حالی نے شعر کے لیے راستی اصلیت اور جوش کو ضروری سمجھا ہے وہ شعر کو نیچر کے قریب دیکھتے ہیں وہ اچھے شعر کے لیے زبان کی درستی اور سادگی کو لازمی شرط قرار دیتے ہیں۔

وہ ادبی گروہ بندیوں کے مخالف تھے۔ حالی کی غزل کے بارے میں ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

حالی نے غزل کی اصلاح کی طرف خاص توجہ کی ہے ان کی رائے ہے کہ غزل میں جو عشقیہ مضامین باندھے جائیں وہ ایسے جامع الفاظ میں ادا کئے جائیں جو دوستی اور محبت کی تمام انواع اور اقسام اور تمام جسمانی اور روحانی متعلقات پر حاوی ہوں۔(۱۱)

حالی کی غزل میں حسن بیان، ترنم وسوز، شباب وشادمانی کا ذکر ادائے مفہوم کی لطافت اور جاذبیت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

عشق سنتے تھے جسے ہم وہ یہی ہے شاید
خود بخود دل میں ہے اک شخص سمایا جاتا

یارب اس اختلاط کا انجام ہو بخیر
تھا اس کو ہم سے ربط مگر اس قدر کہاں

حالی کی غزل میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق حالات حاضرہ پر تبصرے اور سیاسی مسائل کی تنقید بھی دکھائی دیتی ہے۔ وہ روس وجاپان کی جنگ سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں:

بنی نوع کے دوست کرتے ہیں آہ
بنی نوع پر آتش افشانیاں
جہاں سوزیوں کا ہے گویا کہ نام
جہاں داریاں اور جہانبانیاں

سیاسی حالات کی ابتری، ایران اور مراکو کی تباہی اور ترکی کے مریض نیم جاں کی خستہ حالی پر نوحہ کناں ہوتے ہیں۔

خیر ہے اے فلک کہ چار طرف
چل رہی ہیں ہوائیں کچھ ناساز
رنگ بدلا ہوا ہے عالم کا
ہیں دگرگوں زمانے کے انداز

کر دیا چپ واقعات دہر نے
تھی کبھی ہم میں بھی گویائی بہت

حالی کی غزل میں کہیں سیاسی وسماجی حالات کا تذکرہ ہے تو کہیں روح آزادی کے مجروع ہونے کا ماتم کیا گیا ہے۔ وہ تعلیم وتہذیب کی طرف بے التفاتی پر بھی اظہار تاسف کرتے ہیں۔

ایک اور مخصوص رجحان جو حالی کی غزلوں میں اس دور میں نمایاں نظر آتا ہے وہ مقامی تشبیہات کی طرف توجہ ہے مقامیت کا یہ رنگ اور نیچرل شاعری میں سنسکرت اور برج بھاشا سے استفادہ کی صورتیں حالی کے ہندوستانی مزاج کی نشاندہی کرتی ہیں۔ حالی کی شاعری میں ابتدائی انقلابی اور مفکرانہ آواز ہے کہ جس کی پر جوش بازگشت ہمیں

آ گے چل کر اکبر اور بالخصوص اقبال کے کلام میں سنائی دیتی ہے۔

پروفیسر آل احمد سرور مجموعۂ تنقیدات میں لکھتے ہیں:

حالی کی وہ غزلیں جو دیوان میں قدیم کہی گئی ہیں بہت سے گوہر آبدار رکھتی ہیں۔ ان کی جدید غزلوں سے اقبال کے نئے رنگ و آہنگ کے لیے راستہ ہموار ہوتا ہے۔(۱۲)

حالی نے اپنی غزل میں لفظی صناعی کے بجائے خیال اور جذبے کو شاعری کا معیار بنایا ہے وہ مبالغہ آرائی اور مضمون آفرینی کے بجائے سادگی اور فکری وحدت کو قائم کیے ہوئے ہیں حالی کی غزل نے اردو غزل کے ارتقائی عمل کو آسان بنادیا اور بہت سے نئے لکھنے والوں کو تحریک ملی۔ حالی کی غزل کے اثرت کا تجزیہ دور س نتائج کی نشاندہی کرتا ہے۔

ماحصل: مولانا الطاف حسین حالی نے اردو جدید غزل کی روایت کو ترویج دی ہے غزل کو محدود دائرے سے نکال کر نئے اور وسیع افق سے آشنا کیا ہے۔ ان کے اسلوب کی پختگی اور موضوعات کے تنوع نے اردو شاعری پر انمٹ نقوش ثبت کیے ہیں جن کی پیروی میں غزل کی روایت کا یہ سفر جاری وساری رہے گا۔

حوالہ جات:

(۱) الطاف حسین حالی۔ کلیات نظم حالی۔ مرتبہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی مجلس ترقی ادب لاہور جولائی ۱۹۶۸ء ص ۳۰

(۲) ڈاکٹر محمد حسن ''حالی کی شاعری'' مشمولہ۔ نقش حالی۔ مرتب ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی سرفراز قومی پریس لکھنؤ ۱۹۵۵ء ص ۱۰۱

(۳) الطاف حسین حالی۔ کلیات نظم حالی۔ محولہ بالا ص ۳۹

(۴) الطاف حسین حالی۔ کلیات نظم حالی۔ مذکورہ بالا ص ۴۱، ۴۲

(5) Dr. Muhammad Sadiq' ***A History of Urdu literature***, oxford Printing Press Karachi 1985,pg.355

(۶) عبدالاحد خان خلیل۔ ''حالی کی جدید غزل''۔ مشمولہ۔ نقش حالی۔ محولہ بالا ص ۱۷۲

(۷) ڈاکٹر سید عبداللہ۔ مباحث۔ لاہور: علمی کتب خانہ، ۱۹۷۹ء ص ۲۲۶

(8) Dr. Muhammad Sadiq ' ***A History of Urdu literature*** 1985,pg.357

(۹) ڈاکٹر انور سدید۔ اردو ادب کی تحریکیں۔ انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۸۵ء ص ۳۹۹

(۱۰) عبدالاحد خان خلیل ''حالی کی جدید غزل'' مشمولہ نقش حالی مذکورہ بالا ص ۱۷۸

(۱۱) ڈاکٹر سید عبداللہ۔ سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقا۔ مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱۹۲

(۱۲) پروفیسر آل احمد سرور۔ مجموعۂ تنقیدات۔ الوقار پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۶ء ص ۶۹۲